ہمارے مضمون تقلید اور عمل بالحدیث کی نسبت بعض لوگوں کی نافہمی

وکم من عائب قولا صحیحا وآفتہ من الفہم السقیم

اشاعت السنۃ نمبر ۱ جلد ۱۱ میں بصفحہ (۴۲-۴۳) بضمن مضمون "مراسلت متعلق بعض مسائل تقلید و عمل بالحدیث" ہم نے اس سوال کے جواب میں کہ بے علموں کے لئے ترک تقلید کیونکر متصور ہے" یہ لکھا تھا کہ "عوام اور بے علموں کے لئے ترک مطلق تقلید کا کوئی قائل نہیں بجز ابن حزم حافظ ابن حزم ظاہری جن کا قول جمہور علماء اسلام کے نزدیک مسلم نہیں (دیکھو حجۃ اللہ البالغہ و عقد الجید حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ) اور جو اس وقت کے بعض علماء نے کہا ہے کہ عوام کا علماء سے کتاب و سنت کا حکم پوچھ کر اس پر عمل کرنا تقلید نہیں ہے بلکہ اتباع ہے یہ ایک اصطلاحی یا لفظی نزاع ہے جس کو یہ اتباع کہتے ہیں اسی کا دوسرے علماء تقلید نام رکھتے ہیں کیونکہ تقلید بے دلیل بات مان لینے کا نام ہے اور عامیوں کے عمل و اتباع میں یہی امر وقوع میں آتا ہے عامی جو حکم کتاب و سنت کا علماء وقت سے معلوم ہوتا ہے اسکو وہ یوں ہی بے دلیل مان لیتا ہے جو عرفاً تقلید کہلاتی ہے کسی عامی کو کوئی عالم اگر یہہ بھی کہدے کہ یہہ مسئلہ حدیث یا قرآن میں یوں ہے تب بھی وہ اسکی قول کو بے دلیل تسلیم کر لیتا ہے کیونکہ اس مسئلہ کی دلیل آیت یا حدیث کا علم اسکو حاصل نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی عالم اسکو آیت قرآن یا حدیث سنا دے یا طوطے کی طرح یاد کرا دے تب بھی وہ آیت یا حدیث کے معنی اور حدیث کی صحت تسلیم کرنے میں اس عالم کا مقلد کہلاتا ہے

کیونکہ وہ کسی دلیل سے یہہ نہین جانتا کہ آیت یا حدیث کے وہ معنے جو اس عالم نے اسکو بتائے ہین کیونکہ صحیح ہین۔ اور اس حدیث کی صحت کیونکر ثابت ہے لہذا اس کی یہہ تسلیم بلا دلیل تسلیم ہے جو تقلید کہلاتی ہے۔ گو اسکو کوئی تقلید نہ کہے اتباع نام رکہے۔ امام شوکانی علیہ الرحمۃ نے جو فرمایا ہے کہ تقلید کسی کی رائے کی پیروی کا نام ہے۔ نہ اسکی روایت کی پیروی کا یہہ ہمارے اس بیان کا موید ہے نہ مخالف۔ کیونکہ جن امور مین عوام علما کی پیروی کرتے ہین انکا اکثر حصہ رای ہے۔ نہ روایت۔ روایت صرف وہ الفاظ حدیث ہین جو قال قال سے بیان کئے جاتے ہین۔ ان الفاظ کے معانی دقیق کا بیان کرنا رائے سے ہوتا ہے انکی صحت و سقم کا اظہار رائے سے جن کا اتباع رائے کا اتباع ہے۔"

اس بیان بابرہان صداقت ترجمان پر ہمارے بعض دوستون نے (جو اپنی نافہمی کے سبب ہمپر بدگمان ہو رہے ہین اور اس بدگمانی کا اقرار و اظہار وہ اپنی معترضانہ تحریر (٭) مین خود کر چکے ہین) یہہ اعتراض کیا ہے کہ یہہ بیان اشاعۃ السنۃ کی سابق تحریرات کے بالکل مخالف ہے۔ اور اسپر انہون نے تین شواہد کا شہادتو پیش کیا ہے۔

(٭) اس تحریر مین پہلے اشاعۃ السنۃ کی اس کارروائی کی جو ممانعت استعمال لفظ وہابی کی نسبت اس سے ہوئی ہے اور اس کے مضمون متعلق احکام توریت و انجیل کی (خدا جانے کس غرض یا حکمت عملی سے) تحسین کی اور اسپر آفرین کہی ہے۔ اسکے بعد فرمایا ہے مولوی صاحب نے (خاکسار کو کہتے ہین) چند امور کے متعلق اس قسم کی تحریر فرمائی ہے کہ اعیان و اشخاص اہلحدیث کو کسیقدر سوء ظنی پیدا ہو گئی ہے۔ از انجملہ مسئلہ تفضیلت شیخین ہے۔ اس مسئلہ کی نسبت ایڈیٹر صاحب نے اپنے پرچے کے چند نمبرون مین برخلاف

شاہد اول - اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ ج ۱ میں (جو واقعہ میں ضمیمہ اشاعۃ السنۃ ہے نہ اصل اشاعۃ السنۃ) بصفحہ ۹۸ کہا ہے - ظاہری معنے قرآن و حدیث پر عمل کرنا اجتہاد نہیں جو مجتہدوں کا کام ہے اور نہ یہہ تقلید ہے جو بلا دلیل شرعی کسیکی بات مان لینے کا نام ہے - بلکہ یہہ ایک قسم کا استدلال ہے کہ ہر شخص جو لغت عربیہ سے واقف ہو یا کسی دوسری زبان کے ذریعہ سے قرآن حدیث کے معنے و مطلب پر مطلع ہو سکے یہہ استدلال کرسکتا ہے پہر وہ اس عمل میں نہ مجتہد کہلاتا ہے نہ مقلد"

اس عبارت ضمیمہ اشاعۃ السنۃ کو نقل کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ اس عبارت میں صاف طور پر مذکور ہے کہ عامی جو کہ عربیت سے واقف نہیں اور دوسرے زبان کے ذریعہ سے حدیث کے مضمون پر مطلع ہو کر عمل کرے تو وہ مقلد نہیں کہلاتا بلکہ عامل بالحدیث و متبع سنت کے نام سے نامزد ہوتا ہے"

شاہد دوم - اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد ۱ میں کتب فقہ کی نسبت کہا ہے کہ ان میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جسمیں صحت ماخذ و متمسک کا التزام ہو اور مومن متبع سنت کو بلا تحقیق اسپر عمل کرنا جائز ہو اور فتوی دینا مباح ہو کوئی ایسی کتاب بتا دے تو اس صاحب کو فی کتاب سو روپیہ انعام پاوے - اگر آپ مولوی صاحب ایسی بات نہیں کہتے ان کے مضامین سابقہ و حال میں یوں لکہتے ہیں"

شاہد سوم - اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ جلد ۱ میں قول امام شوکانی کی تاویل میں جو کہا ہے کہ بعض اسور میں عوام علما کی پیروی کرتے ہیں انکا اکثر حصہ راست ہے نہ روایت

---

⑤ ← احادیث صحیحہ و آثار قویہ و تحقیقات مستندہ کے خاتمہ فرمائی ہے - ایسے ہی مسئلہ ملازمت کفار میں جو کچھہ ایڈیٹر صاحب نے تحریر فرمایا ہے اور زور لگا کر ملازمت منصفی وغیرہ کو جائز کر دیا ہے یہہ بہی افسوس کا باعث ہوا"

[illegible]

روایت صرف الفاظ حدیث ہین ان الفاظ کے معانی دقیقہ کا بیان کرنا اسکے ہتوتا ہے" یہہ ایڈیٹر صاحب کی تحریرات سابقہ کے بالکل خلاف ہے۔ اگر ہمین معانی سے وہ معانی مراد ہین جو الفاظ عبارت سے پیدا ہون بعض معانی جو غور فکر کے بعد معلوم ہوتے ہین ان مین یہی بات نہین ہے کہ صرف رای و قیاس سے پیدا ہون بلکہ الفاظ و عبارات ہی سے مستفاد ہوتے ہین۔ لیکن بوجہ اشتراک یا اجمال یا اختصار یا دیگر وجوہ کے تامل و تدبر کے بعد منکشف ہوتی ہین"۔

اس اعتراض اور دعوے تخالف اور اسپر اقامت شہادت مین ہمارے بدگمان دوست نے اسی بدگمانی سے کام لیا ہے اپنے علم کو (جسکا وہ اخبارون مین بار ہا اشتہار دے چکے ہین) اور فہم کو (جو علم کے لئے ایک لازمی شرط ہے یہ نہو تو وہ کالم لمکین ہے اس کے پاس بھی پھٹکنے نہین دیا نہ اشاعۃ السنۃ کی عبارت کا مطلب سمجہا ہے نہ اپنے اعتراض و کلام کا۔

الحق انکی بدگمانی انکی ذاتی غرض ہوکر فہم مطلب اشاعۃ السنۃ اور اپنی کلام سے انکے لئے سخت حجاب ہوگئی۔ اور جو اس بدگمانی سے ان کے دل مین ناراضی پیدا ہو رہی ہے وہ اشاعۃ السنۃ کے صواب کو انکی نگاہ مین عیب بنا رہی ہے۔ اور وہ بات صادق آئی جو اشعار ذیل مین بیان ہوئی ہے

چو غرض آمد ہنر پوشیدہ باشد صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

...ین الرضاء عن کل عیب کلیلۃ ولکن عین السخط تبدو المساویا

ہمارے اس دعوے پر کہ معترض نے ہماری عبارت اور اپنے اعتراض کے مطلب کو نہین سمجہا نہین کے شواہد ثلثہ شاہد عدل ہین لہذا اسکے ثبوت مین انہی شواہد کی شہادت سے کام لیا جاتا ہے اور خارجی دلائل سے تعرض نہین کیا جاتا +

آپکے شاہد اول کے اس نافہمی پر شہادت

عبارت ضمیمہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۱ صفحہ ۹۹ جو آپکے دعویٰ تخالف کی پہلی دلیل ہے اسکا صاف اور صریح یہہ مطلب ہے کہ عامی لغت عرب سے ناواقف دوسرے شخص سے کسی حدیث کے معنے سمجھکر اسپر عمل کرے تو وہ اس عمل میں مقلد نہیں کہلاتا۔ بلکہ عامل و متبع کہلانے کا مستحق ہے یہی مطلب اس عبارت کا آپنے اور الفاظ میں ادا کیا ہے (گو ان الفاظ کے معانی تک آپکا خیال نہیں پہنچا) چنانچہ بعد نقل عبارت مذکور آپنے فرمایا ہے کہ "اس عبارت میں صاف طور پر مذکور ہے کہ عامی جو کہ عربیت سے واقف نہیں اور دوسرے کے ذریعہ سے حدیث کے مضمون پر مطلع ہو کر عمل کرے تو وہ مقلد نہیں کہلاتا۔ بلکہ عامل بالحدیث و متبع سنت کے نام زد ہوتا ہے"

اور اس مطلب و مدعا سے ہمکو انکار نہیں ہے۔ اور نہ ہماری عبارت اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۰ جلد ۱ صفحہ ۳۰۴ میں اسکے خلاف بتصریح یا اشارۃ پایا جاتا ہے اسمیں یہہ نہیں کہا گیا۔ اور نہ اسکیطرف کوئی اشارہ پایا گیا ہے کہ عامی لغت عرب سے ناواقف دوسرے شخص کے سمجھانے سے کسی حدیث کے معنے سمجھکر اسپر عمل کرے تو وہ اس عمل میں مقلد کہلاتا ہے جس سے یہہ عبارت۔ عبارت سابق ضمیمہ نمبر ۱۲ ج ۱ کے مخالف ہو سکے۔

اس میں تو صرف یہہ کہا گیا ہے کہ عامی بے علم و ناواقف کسی حدیث کے معنے کسی عالم سے سمجھکر تسلیم کرے یا اسکی صحت کو اسکی بتانے سے مان لے تو وہ اس حدیث کے معنے سمجھنے میں اور اسکی صحت کو تسلیم کرنے میں اس عالم کا مقلد ہوتا ہے اور اس مضمون کو مضمون عبارت سابق ضمیمہ نمبر ۱۲ ج ۱ سے ہرگز تخالف نہیں ہے وہاں عامی کو عمل میں غیر مقلد کہا گیا ہے۔ یہاں علم میں (یعنے حدیث کو معنے سمجھنے اور اسکو صحیح جاننے میں) مقلد قرار دیا گیا ہے۔ وہاں عامی کے علم سے

تعریف نہین ہوا اور اسکی نظر سے اسکو غیر مقلد نہین کہا گیا۔ یہان اسکے عمل پر کوئی حکم
نہین لگایا گیا اور عمل کی نظر سے اسکو مقلد نہین ٹہرایا گیا۔

اور یہہ مضمون (نمبر ۱ جلد ۱۱) واقع اور نفس الامر کے بھی مخالف نہین ہے۔

آپ تو ماشاء اللہ اشتہاری فاضل ہین۔ کوئی احمق سے احمق اور ابلد سے ابلد
بھی اس مضمون کو خلاف واقع نہین کہہ سکتا۔ اور یہہ تجویز نہین کر سکتا کہ عامی بے علم
لغت عرب سے ناواقف کسی عالم سے کسی حدیث کے معنے سنکر بلا دلیل اسکو صحیح مان لے
اور اس حدیث کی صحت بھی اسی کے کہنے سے تسلیم کر لے تو وہ اس حدیث کے
معنے سمجھنے اور اس صحت کو تسلیم کرنے مین اس عالم کا مقلد نہین ہے بلکہ اس تسلیم
معنی اور صحت حدیث مین محقق یا مجتہد کہلانے کا مستحق ہے یا صرف اس علم و تسلیم سے
وہ عالم و متبع حدیث کہلا سکتا ہے۔

ہمارے دوست خدا آپکا حجاب بدگمانی دور کر کے آپکو فہم معانی کا حصہ
نصیب کرے۔ جیسا کہ آپکو کسیقدر علم الفاظ عطا فرما چکا ہے۔ فہم یا علم معنی حدیث
اپنی تحقیق سے ہو خواہ دوسرے کی تقلید سے (یا یون کہو کہ پیروی سے اگر لفظ تقلید سے
ڈر آوے) اور چیز ہے۔ اور عمل یا اتباع حدیث اور چیز ہے۔ فہم یا علم ایک دل یا
دماغ کی صفت ہے۔ اور عمل یا اتباع اسکا نتیجہ ہے جو غالباً جوارح کی صفت
ہے۔ اور ان ہی کے ذریعہ سے وقوع مین آتے۔ لہذا کسی حدیث کے صرف معنے
سمجھنے سے (اپنے فہم سے ہو خواہ تقلید یا اتباع غیر سے) کوئی شخص عامل و متبع حدیث
نہین کہلاتا۔ اور نہ کسی حدیث پر صرف عمل کر لینے سے وہ اس حدیث کے معنے
سمجھنے اور اسکو صحیح جاننے مین محقق یا غیر مقلد کہلا سکتا ہے جبتک کہ وہ اپنے ذاتی
علم سے اسکے معنے پر مطلع نہوا اور ذاتی تحقیق سے اس حدیث کی تصحیح نکر سکے
آپنے نہ سمجھا ہمارے ان الفاظ کو کہ "عامی حدیث کے معنے سمجھنے مین اور

حدیث کی صحت تسلیم کرتے ہیں عالم کا مقلد کہلاتا ہے" مطلب سمجھا ہے اور نہ اپنے ان الفاظ کا جو ہماری کلام سابق کی تفسیر یا تفریع میں آپنے فرمائے ہیں کہ "عامی حدیث کے مضمون پر عمل کرے تو وہ مقلد نہیں کہلاتا" مطلب سوچکر ان کو قلم سے نکالا ہے۔ بالجملہ جو کچھ آپنے دلیل اول میں اشاعۃ السنہ سے نقل کیا یا از خود کہا ہے وہ صرف ناسمجھی کا نتیجہ ہے۔ ہمنے ناواقف عامی کو جو کسی عالم سے حدیث کے معنے دریافت کرکے حدیث پر عمل کرے۔ اس عمل میں مقلد نہیں کہا اور مضمون ضمیمہ نمبر ۲ ج ۱ کا مطلق خلاف نہیں کیا۔ صرف حدیث کے معنے سمجھنے اور اسکو صحیح تسلیم کرنے میں اسکو مقلد قرار دیا ہے۔

آپکے شاہد دوم کی اس ناسمجھی پر شہادت

آپکا دوسرا شاہد۔ پہلے شاہد سے بڑھکر آپ کی ناسمجھی پر صریح شہادت دے رہا ہے اور یہہ بتا رہا ہے کہ آپ اپنی کلام کا مطلب بھی نہیں سمجھتے۔ دوسرے کی کلام کا مطلب سمجھنا کجا۔ ہمنے رسالہ نمبر ۱ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۶ میں یہہ کہا تھا کہ "ایڈیٹر اشاعۃ السنہ اس سے نو برس پہلے ضمیمجات میں یہی خیالات ظاہر کر چکا ہے۔ نو برس کیا زمانہ تالیف معیار و فتح الباری میں اسکے یہی خیالات تھے ایسے جو مسئلہ تقلید میں اس نے اب رسالہ نمبر ۱ جلد ۱۱ میں ظاہر کئے ہیں" اسکے مقابلہ میں آپنے دعوی تو یہہ کیا تھا کہ نو برس کیا زمانہ تالیف پرچہ ہائے سابقہ و لاحقہ کے مضامین میں یوں لکھا ہے اور اسپر ثبوت میں نمونہ از خروارے یہہ شاہد سوم پیش کیا ہے کہ "صاحب اشاعۃ السنہ جو کچھ نمبر ۵ ج ۴ میں کہہ چکا ہے وہ اب نہیں کہتا" یعنی اس قسم کی باتیں اب ساکت و خاموش ہے اور نہ یہ سوجھا کہ منہ سے ہم لفظ "مضامین" نکال چکے ہیں اور ان ہی "مضامین" میں تخالف و لون ثابت کرنے کے مدعی ہیں اور اسپر دلیل یہہ پیش کرتے ہیں کہ اب صاحب اشاعۃ السنہ مضمون سابق رسالہ نمبر ۵ جلد ۱

سے ساکت ہو رہا ہے - کیا چپ رہنا اور کچھ نہ بولنا بھی مضمون کہلاتا ہے؟ ہرگز نہیں ہے۔
اس سے ثابت ہوا کہ جو لفظ آپ منہ سے نکالتے ہیں اسکے مطلب سے کچھ مطلب نہیں
رکھتے اپنے الفاظ کا مطلب سمجھنا بھی نصیب اعدا خیال کرتے ہیں۔

ہمارے نزدیک کوئی عاقل معنے لفظ مضمون سے واقف سکوت کو
مضمون نہیں کہہ سکتا - اور اگر سکوت کو مضمون ہی فرض کر لیا جاوے تو پھر
اس سکوت کو سابق تصریح و بیان کے مخالف نہیں کہا جا سکتا - یہ ہو تو اس
مخالفت کے الزام سے کوئی فرد بشر بلکہ خود خالق البشر خدا جل و اکبر اور اسکے
رسول اطہر بچ نہیں سکتے سب لوگوں نے اپنی تصانیف میں اور خدا اور رسول
نے اپنی کلام میں ایسی باتیں فرما دی ہیں جو دوبارہ نہیں فرمائیں اور انسے سکوت
و خاموشی اختیار کی ہے (آپ کو ایسی باتوں سے انکار ہو گا تو قرآن حدیث سے
ہم ایسی باتیں بہت سی نکال دینگے۔) پھر اس سکوت خلائق اور خالق کو کوئی
بیان سابق کا مخالف قرار نہیں دیتا - آپکے نزدیک وہ سب اپنے بیان سابق کے مخالف
ہیں اور اس الزام مخالفت کے محل ہیں تو ہم بھی یہی "ولی فی ھؤلا اسوۃ حسنۃ"
ہمکو ان ہی کی پیروی اچھی ہے۔

آپکے شاہد سوم کی اس نافہمی پر شہادت

اچھا شاہد سوم شاہد اول و دوم سے بڑھکر آپ کی نافہمی پر صریح شہادت دے رہا ہے
اس میں جو لفظ راے ہماری کلام سے آپنے نقل کیا ہے اور اپنی کلام میں اسکو
استعمال فرمایا ہے - اس کے معنے قیاس سمجھے ہیں اور جو بات ظاہر و مجمل
و مشترک کی تاویل سے بعد تامل و تدبر منکشف ہو اسکو راے سے خارج سمجھکر ہمپر
یہ الزام قائم کیا ہے کہ جو بات الفاظ و عبارات سے بوجوہ مذکورہ بعد تامل و تدبر
معلوم ہو اسکو راے سے ہمیشہ کہنا تمہاری تحریرات سابقہ کے بالکل مخالف ہے

جس سے صاف ثابت ہے کہ آپ رائے مشترک و مجمل و مفسر ظاہر و مؤول و تامل و تدبر کے معنے سے بالکل ناآشنا ہیں اور اس حیثیت و بضاعت پر اشاعۃ السنہ کے (جو اصول و معقول کا ایک موجزن دریا ہے) مقابلہ کے لئے وقتاً فوقتاً کھڑے ہو جاتے ہیں۔

جس شخص نے ہوش لیے سے یا اتفاقاً علم اصول کے کوچہ سے گذر کیا ہوگا وہ بھی رائے کو قیاس سے مخصوص سمجھیگا اور نہ یہہ بات منہہ سے نکالیگا کہ ظاہر یا مشترک کی تاویل میں رائے کو دخل نہیں ہے اور جو بات الفاظ و عبارات قرآن و حدیث سے ثابت ہے خواہ کیسی ہی تامل و تدبر کا اسمیں دخل ہو وہ رائے پر مبنی نہیں ہے

اس امر کی تصدیق ناظرین کو ہمارے ضمیمجات نمبر ۱۱ و ۱۲ جلد ۱۳ کے ملاحظہ سے بخوبی ہو سکتی ہے۔ اس مقام میں اسکی تصدیق کے لئے ایک دو چھوٹی سی کتب اصول کی عبارات نقل کیجاتی ہیں۔ حسامی میں مشترک کا یہہ حکم ہے کہ اس

وحکمہ (ای المشترک) التوقف فیہ بشرط التامل لیترجح بعض وجوہہ المأول وھو یترجح من المشترک بعض وجوہہ بغالب الرأی (حسامی ص ۴)

میں تامل کریں تاکہ اسکے بعض معانی کو بعض پر ترجیح معلوم ہو۔ ماول معانی مشترک سے اس معنے کا نام ہے جسکو غالب رائے سے ترجیح حاصل ہو۔

شرح مغنی میں ہے کہ ماول صرف مشترک کے بعض معانی مرجحہ کا نام نہیں ہے۔ بلکہ مجمل و مشترک و خفی کے معنے کسی ظنی دلیل سے راجح معلوم

اعلم ان کونہ من المشترک لیس بلازم بل اذا صار المراد معلوما عند السامع بحسب الظاہر بدلیل غیر مقطوع بہ من المجمل والمشکل والخفی فمأول ایضا × × × × ×

ہوں تو وہ بھی ماول کہلاتے ہیں۔ اور نیز جیسے ماول اس معنے کو کہا جاتا ہے جو رائے سے مرجح ہوں ایسا ہی ان معنی کو کہا جاتا ہے جو خبر واحد

وایضا کما یطلق المأول علی ما یترجح بعض وجوہ بالرای یطلق علی ما یترجح ذلک بخبر الواحد (شرح منتخب)

راجح معلوم ہون۔
ان عبارات کو ناظرین ملاحظہ فرماکر یقین کرین گے کہ معترض نے اپنے الفاظ کے معانی کو نہین سمجھا۔ اور بے سوچے سمجھے ہمپر مخالفت بیان سابق کا الزام قائم کرکے اسپر شاہد سوم کی شہادت کو پیش کردیا ہے۔ آورحق وہی بات ہے جو ہمنے امام شوکانی کی کلام سے استشہاد کرکے کہی ہے کہ الفاظ حدیث کے معانی دقیق کا بیان کرنا راے سے ہوتا ہے۔ اوران معنی کے تسلیم کرنے مین علما کی پیروی تقلید ہے۔ نہ تحقیق و ترک تقلید۔

یہہ آپکے شواہد ثلثہ کی آپ کی ناسمجھی پر شہادت ہے جس سے یہہ امر صاف ثابت ہے کہ آپنے ہمارے مضمون تقلید و عمل بالحدیث کو مطلق نہین سمجھا۔ اور اسپر جو مخالف بیان سابق کا اعتراض و الزام قائم کیا ہے وہ صرف آپکی ناسمجھی کا نتیجہ ہے اس مین علم فہم و راستی و درستی کا کچھہ دخل نہین ہے۔ اب ہم آپ کی اس بدگمانی کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہین جو عبارت منقولہ حاشیہ صفحہ ۱۰۷ مین آپسے ظاہر ہوئی ہے

میرے دوست! بیان مسئلہ فضیلت شیخین مین ہمنے نہ کسی حدیث صحیح کا خلاف کیا ہے نہ کسی ائمہ قوی کا نہ مذاہب متقدمین کا۔ آپنے جو کچھہ اپنی تحریرات مین اس مضمون کی مخالفت مین کہا ہے وہ بھی محض آپ کی ناسمجھی کا نتیجہ ہے یہی وجہ ہے کہ ہمنے ان تحریرات کے جواب سے تعرض نہین کیا اوران کو لائق خطاب نہین سمجھا۔ آپ اپنی کلام کو نہین سمجھتے تو اشاعۃ السنہ کے دقیق مباحث اور لطیف دلائل کیونکر سمجھہ سکتے ہین! اوراس صورت مین آپسے ہم کیونکر خطاب کرین۔

ملازمت منصفی کا جواز مطلق جو آپنے ہمارے مضمون ملازمت سے نکالا ہے وہ بھی آپکی سوء فہمی کا نتیجہ ہے ہمنے منصفی کو جائز مطلق ہرگز نہین کہا اسکے